ڈاکٹر اسعد زمان
ترجمہ وتلخیص: مفتی یاسر احمد زیرک

اسلامی معاشیات:
ایک بحرانی صورتِ حال

(ڈاکٹر اسعد زمان صاحب پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ اکنامکس اسلام آباد کے وائس چانسلر ہیں۔ آپ 1978 میں سٹین فورڈ یونیورسٹی امریکہ سے اکنامکس میں پی ایچ ڈی کر چکے ہیں۔موصوف کا شمار اس وقت پاکستان کے ممتاز ماہرین معاشیات میں سے ہوتا ہے۔معاشیات بالخصوص اسلامی معاشیات میں آپ کے کارہائے نمایاں امت مسلمہ کے لیے گراں قدر سرمایہ ہے۔ڈاکٹر صاحب نے یہ تحقیقی مقالہ قطر کے شہر دوحہ میں بین الاقوامی اسلامی معاشیات کانفرنس (منعقدہ 25 تا 27دسمبر 2011) میں پیش کیا تھا۔اپریل/ مئی 2012 کو یہ مقالہ کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی سعودی عرب کے جریدے "اسلامک اکنامکس "میں شائع ہوا۔یہ مقالہ دراصل انگریزی زبان میں Crisis in Islamic Economics کے عنوان سے ہے۔ یہاں ہم اردو زبان میں اس کا خلاصہ پیش کررہے ہیں۔ یاسر احمد زیرک)

امتِ مسلمہ کو آج جو بنیادی مسئلہ درپیش ہے، علامہ اقبال نے اس کا اظہار کچھ یوں فرمایا تھا:

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوہ دانش فرنگ
سرمہ میری آنکھ کا خاکِ مدینہ ونجف

یعنی میری آنکھیں مغربی علوم کی ظاہری روشنائی اور چمک دمک کی وجہ سے چندھیاہٹ کا شکار ہونے والی نہیں ہیں کیونکہ میری آنکھوں کا سرمہ مدینہ اور نجف کی خاک کا بنا ہوا ہے۔

آج امتِ مسلمہ کی ایک بڑی تعداد کی آنکھیں مغربی علوم کی ظاہری چمک دمک کی وجہ سے چندھیا گئی ہیں، چنانچہ یہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ ان کو جو خزانہ قرآن وسنت کی صورت میں ملا ہے، مغربی علوم اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔آج مغرب کا دعویٰ ہے کہ ان کے علوم حقائق پر مبنی ہیں، اس کے پیچھے فلسف حیات ہے اور نہ ہی اقدار بلکہ یہ محض حقائق ہیں۔مسلمانوں کو بظاہر اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی، چنانچہ انہوں نے اسے قبول کرنا شروع کیا۔اس کی وجہ سے بعینہ وہی مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے جس کی تعبیر ہم جدید معتزلہ کے نام سے کرتے ہیں۔قدیم معتزلہ یونانی علوم سے متاثر تھے، چنانچہ وہ

اس کو وحی کے برابر خیال کرتے تھے۔آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے بچے زیادہ وقت مغربی علوم سیکھنے میں صرف کرتے ہیں، جب کہ بہت کم تعداد میں بچے روایتی اسلامی علوم سیکھنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔جس سے دونوں علوم کے متعلق مسلمانوں کی ترجیحات کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذیل کے سطور میں اس تحقیقی مقالے کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

تعارف:

ہم جو مغربی سیکولر علوم سیکھتے ہیں، اس کی بنیاد ان مفروضات پر ہے جو اسلامی تعلیمات کے ساتھ متصادم ہیں، مثلا مذہب اور ریاست کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کی بنیاد اس نظریئے پر ہے کہ مذہب ایک نجی اور انفرادی معاملہ ہے، ریاست کا اس کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے۔بعض اہلِ علم نے انتہائی بصیرت کے ساتھ مغربی علوم کا جائزہ لیا، چنانچہ وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ان علوم کے اندر کچھ زہریلے عناصر پائے جاتے ہیں جس کا ادراک امت کے لیے نہایت ضروری ہے، نیز انہوں نے مغربی علوم اور اسلامی نظریات کے آپس کے تصادم کا ادراک کرتے ہوئے ان علوم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کو ضروری خیال کیا، چنانچہ پندرھویں صدی ہجری کے اوائل میں OIC نیاس خصوصی مقصد کے پیشِ نظر دو یونیورسٹیوں کی بنیاد رکھی: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ملیشیا۔پوری اسلامی دنیا میں اس مقصد کی خاطر، کہ مغربی علوم کو روایتی اسلامی علوم کے سانچے میں ڈھال دیا جائے، بڑے بڑے اقدامات کیے گئے۔

علم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا یہ منصوبہ امتِ مسلمہ کے لیے نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔کسی بھی معاشرے کا مستقبل تعلیم کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے، تاہم بدقسمتی سے مغرب سے غیر معمولی طور پر سے متاثر ہونے کی وجہ سے اس منصوبے کو سخت نقصان پہنچا۔مغربی علوم کے اندر اسلامی نظریات سے متصادم عناصر کو نکالنے کی بجائے مسلمانوں نے قرآن وسنت کی تشریحات نئے سرے سے شروع کیں تا کہ اسلامی تعلیم کو مغربی نظریئے کے موافق بنائیں، چنانچہ انہوں نے باہمی طور پر دو متصادم چیزوں کو یکجا کرنے کی کوششیں کی جو کہ ایک ناممکن کام تھا۔انہوں نے آگ اور پانی کو ایک ساتھ جمع کرنے کی کوشش کی جو ان کی ناکامی کا باعث بنا۔

اس مقالے کا تعلق اسلامی معاشیات کیساتھ ہے۔ بعینہ یہی مسئلہ مغربی معاشرتی علوم میں بھی نکل آیا کیونکہ مغربی سماجی علوم کا دارومدار مذہب کی تردید اور کچھ ایسے مفروضات پر ہے جو براہِ راست اسلامی اصول کیساتھ متصادم ہیں، جس کا تذکرہ میں نے مقالے Origins of Western Social

Sciences میں کر چکا ہوں۔مغربی معاشی علوم میں انسان کی روح اور بڑی حد تک دل کو بھی بے دخل رکھا گیا۔ان کے نزدیک انسان محض 'حیوان' ہی ہے، حوس کا پیکر اور نفس پرست ہے، اسکے علاوہ ان کے سماجی علوم میں روحانیات کا کوئی تصور نہیں ہے۔انہوں نے ان علوم میں صرف عقل کو مدارِ بحث بنایا ہوا ہے۔

اسلامی معاشیات: ایک بحرانی صورت حال:

اس مقالے کے دوسرے حصے کا آغاز کچھ مصنفین کے اقتباسات سے ہوتا ہے، جو اسلامی معاشیات پر روشنی ڈالتے ہوئے بعض اہم مسائل کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تیس سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی اسلامی معاشیات کی کوئی عام اور مقبول تعریف کوئی نہ کر سکا، نیز ابھی تک اس موضوع پر کوئی مقبول معیاری نصابی کتاب بھی شائع نہیں ہوئی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حضرات اسلامی معاشیات پر کام کر رہے ہیں، وہ ایک مغالطے کا شکار ہیں کہ:

Islamic Economics= Capitalism -Interest +Zakat

یعنی اسلامی معاشیات کی تشکیل کا آغاز رائج الوقت معاشیات سے ہوگا، جس سے غیر اسلامی عناصر ختم کریں گے اور اسلامی نظریات اس میں شامل کرینگے۔بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے اسلامی معاشیات کے شعبے (International Institute of Islamic Economics) میں جو اسلامی معاشیات پڑھائی جاتی ہے، اس کی بنیاد بھی مغربی معاشی علوم کی تدریس ہی پر ہے تاہم اس کے اندر عربی، فقہ اور روایتی اسلامی مآخذ سے ماخوذ اقتصادیات سے متعلق مواد کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔اس مقالے کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ یہ طریق کار درست نہیں ہے، اس طرح کرنے سے مطلوبہ اہداف تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روایتی معاشیات اسلام کے ساتھ متصادم ہے اور اس کی بنیاد دراصل غلط اصول پر کھڑی ہے۔ہم حق کو باطل کے ساتھ ملا کر حق نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔اسلامی معاشیات کی ٹھوس بنیادوں میں رائج الوقت ان معاشی نظریات کی تردید ضرور بالضرور ہونی چاہیے جو کہ آج کل پڑھائی جا رہی ہیں، نیز مکمل مضمون خالص اسلامی بنیادوں پر قائم ہونا چاہیے۔(تفصیل کیلئے میرا مقالہ Re-Defining Islamic Economics ملاحظہ فرمائیں)

مروجہ علم معاشیات کی چار بنیادی خامیاں:

مقالے کے تیسرے حصے میں اس بات کی وضاحت ہے کہ مروجہ علمِ معاشیات کیوں غلط ہے۔اس ضمن میں چار بنیادوں خامیوں کا تذکرہ ہے:

1۔ پہلی غلطی یہ ہے کہ علمِ معاشیات دراصل ایک سائنس ہے بنی نوع انسان کے متعلق علم

"طبیعات " کے اصولوں پر مبنی نہیں ہوسکتا کیونکہ انسانی رویہ اور انسانی طرزِ عمل آزاد ہے، اس کی پیائش نہیں ہوسکتی، جس طرح کہ طبعی اشیا قدرتی قانون کے تحت پابند ہیں، اس طرح انسانی رویہ نہیں ہے۔

2۔ سائنس کی تقلید کرتے ہوئے ماہرینِ معاشیات نے ان چیزوں پر زور دیا جو گنی، ناپی اور تولی جا سکتی ہے، جیسے پیسہ اور مادہ جبکہ انسانی زندگی میں غیر محسوس چیزوں کو بھی کافی دخل حاصل ہیں، جیسے کہ محبت۔

3۔ مادہ پرستی اور نفس پرستی، یعنی یہ نظریہ کہ زندگی کا مقصد اشیا وخدمات کے صرف کرنے کے ذریعے خوشیاں بڑھانا ہے، حالانکہ نفس پرستی اور مادہ پرستی قرآن وسنت کی رو سے مذموم ہیں۔

4۔ معاشی نظریات کے معیاراتی عناصر (Normative Elements) کو پس پردہ رکھنا اور اس دھوکے کو پروان چڑھانا کہ معاشیات مثبت ہے، یعنی ٹھوس، حقائق پر مبنی اور بامقصد ہے۔

ان تمام بنیادی غلطیوں کو میں اپنے ایک اور مقالے Economics for the 21st Century میں کافی تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہوں۔ الغرض جدید علمِ معاشیات خامیوں سے بھرا ہے، اگر ہم اس کو اسلامی تعلیمات کے ساتھ خلط ملط کرنے کی کوشش کریں گے تو یہ غلط بنیادوں پر عمارت کھڑی کرنے کے مترادف ہوگا۔ حقیقی اسلامی بنیادوں پر اسلامی معاشیات کی عمارت کھڑی کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک اسلامی متبادل:

مروجہ علمِ معاشیات کی تردید کے بعد اس مقالے کے چوتھے حصے میں ایک حقیقی اسلامی متبادل دکھایا گیا ہے جو کہ یکسر مختلف ہے۔ یہ کئی ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔

الف: اسلامی معاشیات کی طرف پہلا قدم یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں انقلاب برپا کیا جائے۔ اس کے لیے ظاہری دنیا سے وابستہ تکنیکی علم، جو کہ انسان کے دل اور روح کی اندرونی دنیا کے علم سے خالی ہو، کی بجائے روحانیت، اخلاقیات اور دل کو چھونے والے مفید علم کی ضرورت ہے۔

ب: ہمارے دلوں میں مال ودولت کی محبت رچی ہوئی ہے اور برائی کی طرف میلان سے ہم مغلوب ہو چکے ہیں۔ ہمیں الٹا ان چیزوں پر غالب آنا چاہیے اور اپنی محبت کو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے پیغام کے ساتھ خالص کرنا چاہیے۔ جب ہم اپنے دلوں کو پاک کریں گے تو ہمارے اندر فیاضی اور سخاوت پیدا ہوگی، یوں ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ مخلوقِ خدا کی خدمت کی شکل میں بہترین عبادت انجام دینا شروع کریں۔

ج: مروجہ علمِ معاشیات کی بنیاد "مقابلہ بازی اور خودغرضی " پر قائم ہے، جب کہ اسلامی معاشیات کی

بنیاد اس کے بالکل برعکس "باہمی تعاون اور فیاضی "پر قائم ہے۔

درپیش مسائل اور مواقع:

مروجہ علمِ معاشیات کو من وعن تسلیم کرنے کی وجہ سے ایک بہت بڑا مسئلہ یہ پیدا ہو رہا ہے کہ اسلامی معاشیات کی حقیقت تک رسائی مشکل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے مغربی تعلیمات کو بانگ دہل مسترد کرنے کی ہمت پیدا کرنا ایک بہت ہی بڑا مسئلہ (Challenge) ہے۔ جبکہ موقع (Opportunity) یہ ہے کہ ایک بالکل الگ متبادل علمِ معاشیات کی عمارت کھڑی کی جائے جس کی بنیاد خالص اسلامی اصول پر ہو، کیونکہ وہ بنیادی نظریات جس پر مغربی علمِ معاشیات کی بنیاد کھڑی ہے، وہ سب کے سب غلط ہیں۔ اس کے برعکس ہم اسلام کی دی ہوئی تعلیمات کے مطابق ایک نیا علم قائم کر سکتے ہیں جو اس کے بالکل برعکس ہوگا، جس کی بدولت ہم انسانیت کو تاریکیوں اور عصرِ حاضر کی مشکلات سے نکال سکتے ہیں اور یوں ہم ایک نئی تاریخ رقم کر سکتے ہیں، مگر المیہ یہ ہے کہ ابھی تک مروجہ علمِ معاشیات کی تردید کی جرات تک کوئی بھی نہیں کر سکا۔ جس طرح اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے دنیائے عالم میں ایک انقلاب برپا کیا، آج بھی اسلام ہمیں بعینہ وہی موقع فراہم کر رہا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہیکہ ہم قرآن وسنت کو مغربی سماجی علوم جو بظاہر تو عالی شان ہیں لیکن باطن کے اعتبار سے بے کار اور بدصورت ہیں پر فوقیت دیں اور ان علوم کو سب سے بڑھ کر سمجھیں۔

اسلام، جمہوریت اور آئین پاکستان

''اسلام اور جمہوریت کے موضوع پر بہت لکھا جاچکا ہے لیکن محترم محمد اسرار مدنی صاحب نے اسلام اور جمہوریت کے تعلق کو پاکستان کے تناظر میں سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے۔''......حامد میر (کالم نگار روزنامہ جنگ واینکر جیو ٹی وی)

ترتیب وتدوین:

محمد اسرار مدنی

ناشر: مجلس تحقیقات اسلامی نوشہرہ

0333 8000098